قوالی کے مسئلے

مسائلِ سماع

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

رسالہ

مسائل سماع

۱۳۲۰ھ

(قوالی کے مسئلے)

مسئلہ ۴۲ تا ۴۶: از ریاست گلینہ ضلع رنگ پور ملک بنگالہ مرسلہ مولوی عبداللطیف ہزاری ۳ رمضان ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مفصلہ ذیل میں:

(۱) متصوفہ زمانہ جو مجلس سماع و سرود مرتب کرتے ہیں جس میں راگ و رقص و مزامیر و معازف ہر قسم کے موجود رہتے ہیں اور جھاڑ و فانوس و شامیانہ و فرش و دیگر تکلفات چشتیہ و اسرافات بے جا کے علاوہ اہل و نااہل و صالح و فاسق و عالم و جاہل و ہندو اور مسلمان وغیرہ کا کچھ تقید نہیں ہوتا سب کو اذن عام رہتا ہے اور اطراف واکناف سے بذریعہ خطوط و اشتہارات لوگوں کو بلایا جاتا ہے آیا اس کارروائی کی قرآن و حدیث یا فقہ و تصوف سے کوئی اصل اور حضرت شارع یا صحابہ یا مجتہدین و ائمہ شریعت و طریقت سے کوئی نقل قولی خواہ فعلی ثابت ہے یا نہ، و برتقدیر ثانی اگر کوئی شخص اس کو مباح بلکہ مستحب اور مسنون و موجب تقرب الی اللہ سمجھ کر ہمیشہ خود بھی مرتکب رہے اور دوسروں کو بھی راغب کرے حتی کہ اس کی تحریک سے بعض مقامات میں اس فعل کا چرچا شروع ہوجائے اور ہوتا جائے تو ایسا شخص ضال و مضل ٹھہرے گا یا نہ؟

(۲) اس فعل کا منسوب کرنا طرف آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور جمیع اکابر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و مشائخ طریقت کے نہایت درجہ کی گستاخی اور کذب علی الرسول وعلی اصحابہ العدول وعلی من بعدہم من الاکابر الفحول میں داخل ہے یا نہ ؟

(۳) جس ملک کے لوگ محض نومسلم اور احکام و ارکانِ اسلام سے نہایت بے خبر ہوں گویا ابھی تک شریعت میں اُن کی بسم اللہ بھی درست نہیں ہوئی اور بسبب قُرب زمانہ جاہلیت و حدیث العہد بالاسلام ہونے اور مجاورت اقوام ہنود کے اکثر حق و باطل کی تمیز نہ رکھتے ہوں اور اعتقاداً و عملاً انواعِ شرک و بدعت میں گرفتار ہوں تو ایسوں کو اوّلاً عقائد اسلامیہ و احکامات شرعیہ کی تلقین ضرور تر ہے یا سب سے پیشتر فنِ موسیقی اور حقائق و دقائق تصوف و مسئلہ وحدۃ الوجود کی تعلیم مناسب ہے ؟

(۴) ہرگاہ کہ ہر مسلمان پر بقدر استطاعت امر معروف و نہی منکر عموماً اور پیر و پیشوائے قوم پر خصوصاً فرض ہے تو جس پیر کے اکثر مرید نامقید، عیاش طبع، نشہ خوار، مونچھیں دراز، ریش ندارد، اور صوم و صلاۃ و غسل و طہارت کے مقدمے میں غایت درجہ کے سست، ہاں ناچ رنگ و سماع و سرود کی خدمت میں چُست ہوں اور وہ کسی کی کن مکن سے غرض نہ رکھے سب کو راضی رکھے اور سب سے راضی رہے، پس ایسا پیر تارکِ فرض اور عاصی ہے یا نہ ؟ اور وہ پیر کس قسم کا پیر کہلائے گا ہدایت و ارشاد کا یا ضلالت و الحاد کا ؟

(۵) یہ کہنا کہ وید ہنود میں شرک نہیں ہنود کو بالقطع مشرک کہنا صحیح نہیں، بُتوں کو سجدہ کرنا اُن کا باعثِ کفر نہیں ہو سکتا کہ یہ سجدہ تعظیمی ہے جیسے فرشتوں نے آدم کو کیا تھا اور بُتوں سے شفاعت کا امیدوار رہنا ایسا ہے جیسے اہل اسلام کا انبیاء سے امیدوارِ شفاعت رہنا اور مشائخ نے اکثر اذکار و افکار و مراقبات جوگیانِ ہنود سے لئے ہیں، اس قسم کے ہفوات ہدایت و ارشاد کے باب سے ہیں یا درپردہ بیخ کنی اسلام کے اسباب ہیں ؟

الجواب

جواب سوال اوّل

جھاڑ، فانوس، شامیانہ، فروش وغیرہا مباحات فی انفسہا محظور نہیں جب تک نیۃً یا عملاً منکر شرعی سے منضم نہ ہوں بلکہ ممکن کہ نیت محمودہ سے محل محمود میں محمود ہو جائیں،

فان ذٰلك شان المباح يتبع النية

اس لئے کہ وہ مباح کی صفت ہے کہ وہ اچھی بری

حسنا وقبحا وتمحضا للاباحۃ کما نص علیہ فی البحر وغیرہ وقد بیناہ غیر مرۃ فی فتاوٰنا وراجع ما ذکر الامام حجۃ الاسلام فی احیاء العلوم من حکایۃ ایقاد بعض الصالحین الف سراج فی مجلس الذکر فانکرہ بعضھم فقال تعال واطفئ ما کان منھا لغیر اللہ تعالٰی فلم یستطع اطفاء شیئ منھا۔[۱]

نیت میں اس کے تابع ہوتا ہے اور اس لئے تاکہ اباحت خالص ہوجائے جیسا کہ بحرالرائق وغیرہ میں اس کی تصریح کی گئی ہے اور ہم نے متعدد بار اسے اپنے فتاوٰی میں بیان کیا ہے اور اس واقع کی طرف رجوع کیا جائے جو حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے احیاء العلوم میں ذکر فرمایا کہ ایک بزرگ نے مجلس ذکر میں ایک ہزار چراغ جلائے اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا (یعنی معترض ہوئے کہ یہ اسراف کیا گیا ہے) انھوں نے معترضین سے فرمایا کہ آؤ اور جو چراغ ان میں سے غیر خدا کے لئے ہے اُسے بجھا دو، چنانچہ وُہ ان میں سے کوئی ایک چراغ بھی نہ بجھا سکے۔ (ت)

زینت مباحہ بنیت مباحہ مطلقاً اسراف نہیں، اسراف حرام ہے۔ قال تعالٰی:

ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین۔[۲]

بے جا خرچ نہ کیا کرو کیونکہ اللہ تعالٰی فضول خرچی سے کام لینے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (ت)

اور زینت جب تک بروجہ قبیح یا بہ نیت قبیحہ نہ ہو حلال ہے، قال تعالٰی:

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ۔[۳]

فرما دیجئے اس زیب وزینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے (ت)

اور حلال وحرام ایک نہیں ہوسکتے ہمیں شق قلوب وتطلع غیوب واساءت ظنون کا حکم نہیں بل نحسن الظن فہما امکن واللہ سبحٰنہ یعلم الضمائر ویتولی السرائر (بلکہ ہم اچھا گمان کرتے ہیں جب تک ممکن ہو، اور اللہ تعالٰی پاک ہے، دلوں کی پوشیدہ باتیں جانتا ہے اور چھپے رازوں سے آشنا ہے۔ ت) کوئی مجلس اگر فی نفسہ منکرات شرعیہ پر مشتمل نہ ہو نہ اس میں وہ باتیں ہوں جو اختلاف مقاصد یا تنوع احوال سے حسن وقبح میں مختلف ہوجائیں جیسے سماع مجرد کہ اہل کو مفید اور نا اہل کو مضر بوجہ

---

[۱] احیاء العلوم کتاب آداب الاکل فصل یجمع آدابا الخ مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرۃ ۲/ ۲۰

[۲] القرآن الکریم ۷/ ۳۱

[۳] " ۷/ ۳۲

دقت وغموض افہام قاصرہ پر موجب فتنہ ہوں جیسے حقائق و دقائق وحدۃ الوجود و مراتب جمع و فرق و ظہور و بطون و بروز و کمون وغیرہا مشکلات تصوف نہ تعمیم اذن بوجہ تعظیم فجار و تکریم کفار وغیر ذلک افعال و احوال ناہنجار منجر بہ انکار ہو، بالجملہ حالاً و مآلاً جملہ منکرات وفتن سے خالی ہو تو عموم اذن و شمول دعوت میں حرج نہیں بلکہ مجلس وعظ و پند بلحاظ پابندی حدود شرعیہ جس قدر عام ہو نفع تام ہو مگر محفل رقص و سرود اگر بالفرض باطل فی نفسہ منکر نہ بھی ہوتی تو یہ تعمیم اُسے منکر و ناروا کر دیتی سماع مجرد کو ائمہ محققین علمائے عاملین و اولیائے کاملین نے صرف اہل پر محدود اور نااہل پر قطعاً مسدود فرمایا ہے، نہ کہ مزامیر محرمہ کہ خود منکر و حرام ہیں، سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود کہ چندیں چیز می باید تا سماع مباح شود مسمع و مستمع و مسموع و آلہ سماع، مسمع یعنی گویندہ مرد تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد و مستمع آنکہ می شنود و از یاد حق خالی نباشد و مسموع آنچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد، و آلہ سماع مزامیرست چوں چنگ و رباب و مثل آں می باید کہ درمیان نباشد اینچنیں سماع حلال ست[1]

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں چند چیزیں ہوں تو سماع مباح ہوگا (۱) مسمع یعنی سنانے والا بالغ مرد ہو بچہ اور عورت نہ ہو (۲) مستمع یعنی سننے والا جو کچھ سنے یادِ حق پر مبنی ہو (۳) مسموع (جو کچھ سُنا گیا) جو کچھ وہ کہیں وہ بیہودگی اور مذاق ولغو سے پاک ہو (۴) اسباب سماع گانے بجانے کے آلات سارنگی، رباب وغیرہ، چاہیے کہ وہ مجلس کے درمیان نہ ہوں۔ اگر یہ تمام شرائط پائی جائیں تو سماع (یعنی قوالی) حلال اور جائز ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالٰی عنہ عرض داشت کہ دریں روز ہا بعضے از درویشاں آستانہ دار در مجمع کہ چنگ و رباب و مزامیر بود رقص کردند فرمود نیکو نکردہ اند آنچہ نامشروع ست ناپسندیدہ است[2]

کسی شخص نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں یہ شکایت پیش کی کہ آستانہ کے بعض درویشوں نے یہ شکایت پیش کی کہ آستانہ کے بعض درویشوں نے اس محفل میں رقص کیا ہے جس میں چنگ و رباب اور مزامیر استعمال ہوئے آپ نے فرمایا انھوں نے اچھا نہیں کیا کیونکہ جو کام ناجائز ہے اسے پسندیدہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (ت)

[1،2] سیر الاولیاء باب نہم در سماع و وجد و رقص مؤسسہ انتشارات اسلامی لاہور ص ۵۰۲-۵۰۱

اسی میں ہے:

حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر ومحرمات درمیان نباشد[1]

حضرت سلطان المشائخ نے ارشاد فرمایا میں نے منع کیا ہے کہ مزامیر اور حرام آلات درمیان میں نہ ہوں۔ (ت)

خود حضور پُر نور سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات طیبات فوائد الفواد شریف میں ہے: مزامیر حرام ست[2] (مزامیر حرام ہیں۔ ت)

احادیث اس بارے میں حدِ تواتر پر ہیں، اور کچھ نہ ہو تو حدیث جلیل جمیل صحیح رجیح صحیح بخاری شریف کافی ووافی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف[3]

ضرور میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہونے والے ہیں کہ حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔ (ت)

حدیث صحیح جلیل متصل لا مطعن فیہ سندا ولا متنا الا عند من ھوی فی ھوۃ الھوی کابن حزم ومن مثلہ غوی وقد اخرجہ ایضا الائمۃ احمد وابوداؤد وابن ماجۃ واسمٰعیل وابو نعیم باسانید صحاح لا غبار علیھا وصححہ جماعۃ اخرون من الائمۃ کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر المکی فی کف الرعاع[4]

حدیث صحیح، جلیل القدر اور متصل سند والی ہے اسکی سند اور متن پر کوئی معترض نہیں سوائے اس کے جو خواہش نفس کے گہرے گڑھے میں گر گیا ہو اور بے راہ ہو گیا جیسے ابن حزم اور اس جیسے دیگر لوگ، نیز اسے ائمہ کرام مثلاً امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، اسمٰعیل اور ابو نعیم نے ایسی صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے جو شکوک وشبہات سے مبرا ہیں۔ ان کے علاوہ بعض دیگر ائمہ اور حفاظ نے بھی اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے، چنانچہ امام ابن حجر مکی نے کف الرعاع میں ارشاد فرمایا۔ (ت)

---

[1] سیر الاولیاء باب نہم در سماع وجد ورقص موسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص ۵۲۲

[2] فوائد الفواد

[3] صحیح البخاری کتاب الاشربہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۳۷

[4] کف الرعاع عن محرمات اللھو والسماع مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ص ۲۷۰

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنے فتاوٰی میں ثابت کیا ہے کہ ان پیروان ہوائے نفس کا حضرات اکابر چشت قدست اسرارہم کی طرف سماع مزامیر نسبت کرنا محض دروغ بیفروغ ہے ان کے اعاظم اجلہ تصریح فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم پر افترا ہے نیز ان کے تمام تمسکات واہیہ کا ایک اجمالی جواب موضح صواب ان لفظوں میں گزارش کر دیا ہے کہ بعض جہال بدمست یا نیم ملا ہوس پرست یا جھوٹے صوفی باد بدست کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ کلمے پیش کرتے ہیں انھیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے پھر کہاں حکایت فعل پھر کجا محرم کجا مبیح، ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح، مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے، کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے، یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں، اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں میں نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ ایسی محافل میں جتنے لوگ کثرت سے جمع کئے جائیں گے اُسی قدر گناہ و وبال صاحبِ محفل و داعی پر بڑھے گا۔ حضار سب گنہگار اور اُن سب کا گناہ گانے بجانے والوں پر اور اُن کا ان کا سب کا بلانے والوں پر۔ بغیر اس کے کہ اُن میں کسی کے اپنے گناہ میں کچھ کمی ہو مثلاً دس ہزار حضار کا مجمع ہے تو اُن میں ہر ایک پر ایک گناہ، اور فرض کیجئے تین قوال تو اُن میں ہر ایک پر اپنا گناہ اور دس دس ہزار گناہ حاضرین کے، یہ مجموعہ چالیس ہزار چار اور ایک اپنا، کل چالیس ہزار پانچ گناہ داعی و بانی پر، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من دعا الٰی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من تبعہ لاینقص ذٰلک من اٰثامھم شیئًا۔ رواہ الائمۃ احمد[1] والستۃ الا البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اُس کے بلانے پر چلیں اُن سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے اُن کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو۔ (امام بخاری کے علاوہ امام احمد اور دیگر پانچ ائمہ کرام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سند کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔ ت)

ایسے محرمات کو معاذ اللہ موجب قربت جاننا جہل و ضلال اور ان پر اصرار کبیرہ شدید الوبال اور دوسرں

---

[1] سنن ابی داوٗد کتاب السنۃ ۲/۲۷۹ ، جامع الترمذی ابواب العلم ۲/۹۲ ، سنن ابن ماجہ باب من سن سنۃ حسنۃ ص ۱۹
صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنۃ حسنۃ او سیئۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۴۱
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۹۷

کو ترغیب اشاعت فاحشہ واضلال، والعیاذ باللہ من سوء الحال (اللہ تعالٰی کی پناہ بُرے حال سے۔ ت)
رہا رقص اگر اُس سے یہ متعارف ناچ مراد ہو تو مطلقاً ناجائز ہے زنان فواحش کا ناچ ہے اور متصوفہ زمانہ سے بھی بعید نہیں بلکہ معہود و معلوم و مشہور ہے، جب تو بنصوص قطعیہ قرآنیہ حرام ہے وقد تلونا ھا فی فتاوٰنا (اسے ہم نے اپنے فتاوٰی میں ذکر کیا ہے۔ ت) اب اُسے مستحب و قربت جاننا در کنار مباح ہی سمجھنے پر صراحۃً کفر کا الزام ہے اور اگر کنتھکوں کا ناچ تثنی و تکسّر یعنی لچکے توڑے کے ساتھ ہے جب بھی حرام و موجب لعن ہے کما نطقت بہ الاحادیث وصرح بہ شراح الحدیث (جیسا کہ احادیث اس پر ناطق ہیں اور شارحین حدیث نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ ت) اور اگر ایسا نہیں بلکہ صرف حرکات مضطربہ ہیں کہ نہ خود موزوں، نہ منکرات پر مشتمل، نہ حالاً یا مآلاً فتنے کی طرف منجر، نہ اس کے فاعلین اہل ہیأت و وقار بلکہ بازاری خفیف الحرکات بے وقر، تو باینہمہ قیود بھی اس کا اقل مرتبہ یہ ہے کہ ایک قسم لہو و لغو ہے اور ہر لہو و لغو رد و باطل اور ہر باطل کا ادنٰی درجہ مکروہ و ناجائز۔ طریقہ محمدیہ اور اُس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے:

الرقص وھو الحرکۃ الموزونۃ علی میزان نغمۃ مخصوصۃ (والاضطراب وھو الحرکۃ غیر الموزونۃ فکل) واحد منھما (من جملۃ (لعب غیر مستثنٰی) کل لعب ابن اٰدم حرام الا ثلثۃ ملاعبۃ الرجل اھلہ وتادیبہ لفرسہ ومناصلۃ لقوسہ اخرجہ الحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وقال صحیح علٰی شرط مسلم۔[1]

رقص، وہ نغمہ مخصوصہ کے ترازو پر ایک موزوں حرکت کا نام ہے۔ اضطراب، غیر موزوں حرکت کو کہا جاتا ہے۔ پھر ان میں سے ہر ایک ان کھیلوں میں سے ہے جن کو شریعت نے مستثنٰی قرار نہیں دیا، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد و فرمان ہے کہ سوائے تین کھیلوں کے آدمی کا ہر کھیل حرام ہے، مشروع تین کھیل یہ ہیں: (۱) شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (۲) اپنے گھوڑے کے ساتھ اس کی سکھلائی کرتے اور تیاری کرتے ہوئے کھیلنا (۳) اپنی کمان کے ساتھ تیر اندازی کرنا۔ چنانچہ امام حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے اس کی تخریج فرمائی اور فرمایا یہ حدیث شرط مسلم کے مطابق صحیح ہے۔ (ت)

اور اگر وجد مراد ہو تو اگر بے اختیار ہے زیر حکم نہیں کہ ع

سلطان نگیرد خراج از خراب

(کیونکہ بادشاہ بنجر اور غیر آباد زمین سے ٹیکس وصول نہیں کرتے۔ ت)

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۵۱۸

بلکہ اگر شوقاً الیٰ حضرۃ العزیز الودود جل وعلا ہے تو نعمتِ کبریٰ و دولتِ اعلیٰ ہے تابکہ بخشند و کرا ارزانی دارند (تاکہ دیکھا جائے کہ وہ کس پر بخشش فرماتے ہیں اور کس کو ارزاں (سستا) دیتے ہیں۔ ت) اور اگر باختیار و تصنع ہو تو مدار نیت پر ہے اگر مجمع یا مرآی العین میں اظہارِ مشیخت و جلب قلوب کے لئے ہے قطعاً ریا و سمعہ و نفاق و حرام کبیرہ و شرک صغیر ہے، اب اس کی حرمت بھی ضرور اجماعیہ ہے فقہانے اس پر قیامت کبریٰ قائم کی اور عبادت سمجھنے والے کو کافر لکھا، طریقہ و حدیقہ میں ہے:

ویدخل فیھما ای فی الرقص والاضطراب (ما یفعلہ بعض الصوفیۃ) الذین ینسبون انفسھم الی مذھب التصوف وھم مصرون علی انواع الفسوق والفجور بل ھو اشد لانھم یفعلونہ علی اعتقاد العبادۃ فیخاف علیھم (امر عظیم) وھو الکفر باستحلال الحرام (قال العلامۃ ابوبکر الطرطوسی رحمہ اللہ تعالٰی اما الرقص والتواجد) الذی یوجب اللھو عن ذکر اللہ تعالٰی (فاول ما احدثہ اصحاب السامری لما اتخذ لھم عجلا جسدا لہ خوار قاموا یرقصون علیہ ویتواجدون) ای یظھرون الوجد بالفعل المحرم وھو عبادۃ غیر اللہ کما یفعل ھؤلاء یاکلون الحشیش ویرقصون من نشاط نفوسھم بالمحرم القطعی والکبر والاعجاب ویتواجدون بالوجد الشیطانی

اور اس رقص و اضطراب میں وہ کام بھی داخل اور شامل ہے جو بعض صوفیا ر کیا کرتے ہیں جو اپنے آپ کو طریقۂ تصوف کے ساتھ منسلک گردانتے ہیں حالانکہ وہ کئی قسم کے فسق و فجور اور زیادہ سخت قسم کے جرائم پر اصرار کرتے ہیں اس لئے کہ وہ یہ کام عبادت کے اعتقاد کے ساتھ کرتے ہیں لہذا (اس عقیدہ کے باعث) ان پر امر عظیم کا خطرہ اور خوف ہے اور حرام کو حلال کہنے کی وجہ سے یہ کفر ہے۔ چنانچہ علامہ ابوبکر طرطوسی رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ رقص اور اظہارِ وجد جو یادِ الٰہی سے بے خبر اور غافل کر ڈالے اسے سب سے پہلے ایجاد کرنے والے سامری کے احباب تھے۔ جب سامری نے ان کے لئے بچھڑا تیار کیا یعنی بچھڑے کا ڈھانچہ تیار کیا تو اس میں سے بچھڑے کی آواز آنے لگی، وہ آواز سُن کر سامری کے ساتھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے آگے ناچنے اور جھومنے لگے اور وجد کا اظہار کرنے لگے یعنی حرام فعل سے اظہارِ وجد کرتے رہے جو کہ غیر خدا کی عبادت ہے اور قطعی حرام، تکبر و خود پسندی کا طریقہ ہے جیسے یہ لوگ کرتے ہیں، بھنگ پیتے ہیں اور اپنے آپ کو خوش رکھنے کے لئے ناچتے ہیں،

والشهوات النفسانية بين الفسقة المختلطين بالمردان الحسان الوجوه علی سماع الطنابیر والزمور فهودین الکفار و فی التاتارخانیة الرقص فی السماع) للآلات المذکورة بالحالة المزبورة (لایجوز) فعلہ (لاحضورہ (و فی الذخیرة انہ کبیرة و قال البزازی قال القرطبی حرام بالاجماع و رأیت فتوی شیخ الاسلام جلال الملة والدین الکیلانی ان مستحل ھذا الرقص) الموصوف بما ذکرنا من المحرمات القطعیة (کافر لما علم ان حرمتہ بالاجماع اھ ملخصین۔ وتمامہ الکلام فیھا۔[1]

ستار وغیرہ سے راگ سُنتے ہیں، فاسقوں کے درمیان شیطانی اور شہوانی جذبات کے ساتھ اظہارِ وجد کرتے ہیں، بے ریش خوبصورت لونڈوں سے اختلاط اور میل جول رکھتے ہیں۔ بس یہ کفار کا طریقہ کار ہے۔ چنانچہ تتارخانیہ میں ہے کہ بیان کردہ حالات کے مطابق آلاتِ راگ کی وجہ سے سماع کے موقع پر ناچ کرنا جائز نہیں اور نہ وہاں حاضر ہونا درست ہے، اور ذخیرہ میں ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ بزازی نے قرطبی کے حوالے سے ذکر کیا کہ یہ قطعی اور بالاتفاق حرام ہے، چنانچہ شیخ الاسلام جلال الملۃ والدین کیلانی کا میں نے فتوی دیکھا وہ فرماتے ہیں اس رقص کو حلال کہنے والا کافر ہے اس لئے کہ یہ ہمارے ذکر کردہ محرمات سے موصوف (اور ان پر مشتمل ہے) کیونکہ یہ معلوم شدہ ہے کہ اس کی حرمت بالاجماع ہے (خلاصہ کرنے والوں کی عبارت پوری ہوگئی) اور پورا کلام اس میں ہے (ت)

اور اگر خلوت وتنہائی محض میں جہاں کوئی دُوسرا نہ ہو بہ نیت محمودہ مثل تشبُّہ بہ عشاق والہین یا جلب حالات صالحین ہو تو ائمہ شان میں مختلف فیہ بعض ناپسند فرماتے ہیں کہ صدق وحقیقت سے بعید ہے اور ارجح یہ ہے کہ ان نیتوں کے ساتھ جائز بلکہ حسن ہے کہ من تشبہ بقوم فھو منھم[2] (جب کوئی شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے تو وہ اسی میں شمار ہوتا ہے۔ ت) ؎

ان لم تکونوا مثلھم فتشبّھوا ان التشبہ بالکرام فلاح[3]

(اگر تم ان جیسے نہیں ہو پھر ان جیسی صورت بناؤ یعنی ان سے مشابہت اختیار کرو کیونکہ شرفاء سے مشابہت اختیار کرنا ذریعۂ کامیابی ہے۔ ت)

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۱۸-۱۹

[2] مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۵۰

[3] الحدیقۃ الندیۃ الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۲۶

اور سچی نیت سے نیکوں کی حالت بناتے بناتے خدا چاہے تو واقعیت بھی مل جاتی ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان ھذا القرآن نزل بحزن وکآبۃ فاذا قرأتموہ فابکوا فان لم تبکوا فتباکوا۔ رواہ ابن ماجۃ[1] ومحمد بن نصر فی الصلٰوۃ والبیہقی فی الشعب۔

بیشک قرآن غم وکرب کے ساتھ اترا ہے تو جب اسے پڑھو تو روؤ اور اگر رونا نہ آئے تو رونی صورت بناؤ (ابن ماجہ اور محمد بن نصر نے کتاب الصلٰوۃ اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں اسے روایت کیا۔ ت)

حدیقہ ندیہ میں بعد عبارت مذکورہ وبیانات نفیسہ ناصحہ مقبولہ ہے:

فان طریق الواجد والتواجد الذی تعلمہ الفقراء الصادقون فی ھذا الزمان بعدہ کما کانوا یعلمونہ من قبل فی الزمان الماضی نور وھدایۃ واثر توفیق من اللہ تعالٰی وعنایۃ الی ان نقل عن حسن التنبہ للعلامۃ النجم الغزی انہ قال بعد ذکر الوجد والتواجد عن اکابر الائمۃ واما من اظہر ھذہ الاحوال تعمدا للتوصل الی الدنیا او لتعتقدہ الناس ویتبرکوا بہ فھذا من اقبح الذنوب المھلکات والمعاصی الموبقات اھ[2] ثم قال فی الحدیقۃ ولا شك ان التواجد وھو تکلف الوجد واظہارہ من غیر ان

اس لئے کہ وجد اور تواجد کا طریقہ جسے اس زمانہ کے سچے فقراء ہی جانتے ہیں جیسا کہ پہلے زمانہ کے لوگ جانتے تھے ایک نورِ ہدایت اور اللہ تعالٰی کی توفیق اور اس کی عنایت کا اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ حسن التنبہ میں علامہ النجم الغزی سے نقل فرمایا کہ علامہ موصوف نے اکابر ائمہ سے وجد اور تواجد کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا لیکن جس نے ان حالات کو دانستہ دنیا تک رسائی حاصل کرنے اور دنیا طلبی کے لئے ظاہر کیا کہ لوگ اس کے معتقد ہوجائیں اور اس سے برکت حاصل کریں تو یہ رویہ انتہائی قبیح اور مہلک ہے اور تباہ کن جرائم اور گناہوں میں شامل ہے اھ، پھر حدیقہ ندیہ میں فرمایا: بلاشبہہ تواجد بناوٹی اور نمائشی وجد ہے بغیر حقیقی وجد کے۔ اور اس میں حقیقی اہل وجد

---

[1] سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلٰوۃ باب فی احسن الصوت بالقرآن ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۹۶
شعب الایمان حدیث ۲۱۴۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۳۸۸

[2] الحدیقۃ الندیۃ الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۲۳ تا ۵۲۵

يكون له وجد حقيقة فيه تشبه
باهل الوجد الحقيقي وهو جائز بل مطلوب
شرعا قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه
وسلم من تشبه بقوم فهو منهم رواه
الطبراني في الاوسط عن حذيفة بن
اليمان رضي الله تعالىٰ عنهما وانما كان
المتشبه بالقوم منهم لان تشبهه بهم
يدل على حبه اياهم ورضاه باحوالهم
وافعالهم وقد قال رسول الله
صلى الله تعالىٰ عليه وسلم
ان الرجل اذا رضي هدى
الرجل وعمله فهو مثل عمله
رواه الطبراني من حديث
عقبة بن عامر رضي الله
تعالىٰ عنه (الى ان قال
بعد ما اطال واطاب كما
هو دابه قدس سره)
اما تكلف الوجد على الوجه
الصحيح لاجل التشبه بالصالحين
ولغير ذلك من المقاصد الحسنة
فقد اشار اليه العلامة الشيخ
القشيري في اوائل رسالته
المشهورة حيث قال التواجد
استدعاء الوجد بضرب اختيار
وليس لصاحبه كمال الوجد

کے ساتھ تشبہ یعنی مشابہت ہے اور یہ جائز بلکہ
شرعاً مطلوب ہے، چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی کسی قوم سے مشابہت
اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔ امام طبرانی نے
الاوسط میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالےٰ
عنہما کے حوالے سے اسے روایت فرمایا: کسی قوم
سے مشابہت اختیار کرنے والا کیوں اسی قوم میں
شمار کیا جاتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی شخص کا
کسی قوم سے مشابہت اختیار کرنا اس بات پر
دلالت کرتا ہے کہ اس شخص کی ان لوگوں سے دلی
محبت ہے اور یہ ان کے حالات وافعال (اور
روش) پر راضی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مرد کسی شخص
کی سیرت اور اس کے عمل سے خوش اور راضی ہو
تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے بھی وہی عمل کیا۔
امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی حدیث کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے
یہاں تک کہ اپنی طویل پاکیزہ گفتگو کے بعد جیسا کہ
علامہ موصوف کی عادت ہے ارشاد فرمایا رہا یہ
کہ وجہ صحیح کے مطابق نمائشی وجد برائے مشابہت
صلحاء و برائے دیگر مقاصد نیک تو یہ ٹھیک اور
درست ہے جیسا کہ علامہ شیخ قشیری نے اپنے
رسالہ مشہورہ کی ابتداء میں اس کی طرف اشارہ
فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا "تواجد" کسی نوع کے
اختیار سے اپنے آپ پر حالتِ وجد طاری کرنے کا

اذلوکان لکان واجدا و باب التفاعل اکثرہ علی اظہار الصفۃ ولیست کذٰلک فقوم قالوا التواجد غیر مسلم لصاحبہ لما یتضمن من التکلف ویبعد عن التحقیق وقوم قالوا انہ مسلم للفقراء المجردین الذین ترصدوا لوجدان ھذہ المعانی واصلھم خبر الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا اھ فی شرعۃ الاسلام قال ومن السنۃ ان یقرء القراٰن بحزن ووجد فان القراٰن نزل بحزن فان لم یکن لہ حزن فلیتحازن اھ والحاصل ان تکلف الکمال من جملۃ الکمال والتشبہ بالاولیاء لمن لم یکن منہم امر مطلوب مرغوب فیہ علی کل حال اھ[1] بالاختصار۔

نام ہے جبکہ صاحب وجد میں کمالِ وجد نہ ہو (یعنی کما حقہٗ وجد نہ ہو) اس لئے کہ اگر اس میں حقیقی وجد ہوتا تو وہ واجد (وجد کرنے والا) کہلاتا کیونکہ تواجد باب تفاعل ہے اور یہ زیادہ تر حقیقت کی بنا پر نہیں، بلکہ بناوٹی ونمائشی اظہار صفت کے لئے آتا ہے اسی لئے بعض علم والے کہتے ہیں کہ تواجد "صاحبِ تواجد کی طرف سے مسلّم یعنی تسلیم شدہ اور ٹھیک نہیں، کیوں؟ اس لئے کہ یہ تکلف پر مبنی ہوتا ہے اور حقیقت سے بعید ہوتا ہے جبکہ کچھ لوگوں نے فرمایا کہ ان فقراء کے لئے درست ہے جو مجرّد ہوں اور ان معانی کے پالینے کے منتظر اور خواہاں ہوں جو مطلوب و مقصود ہیں اور ان کی دلیل حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لوگو! کم ہنسو اور زیادہ رویا کرو اور اگر رونا نہ آئے تو کم از کم رونی صورت ہی بنالیا کرو۔ شرعۃ الاسلام میں فرمایا سنّت یہ ہے کہ قرآن مجید غم کے ساتھ وجد سے پڑھے اس لئے کہ قرآن مجید غم کے ساتھ نازل ہوا ہے اور اگر غم کی کیفیت طاری نہ ہو تو غمگین صورت ہی بنالی جائے اھ مختصر یہ کہ تکلفِ کمال بھی منجملہ کمال ہے یعنی کسی کمال میں بناوٹ اور نمائش اختیار کرنا بھی کمال میں شامل ہے اور جو شخص اولیاء اللہ میں سے نہ ہو اس کا اولیاء اللہ سے مشابہت اختیار کرنا ایسا امر مطلوب ہے جو بہرحال لائق توجہ ہے، اختصار سے عبارت مکمل ہوگئی ہے۔ (ت)

بالجملہ وجد صوفیہ کرام طالبین صادق اصلا محل طعن نہیں اور دربارۂ امر قلب ونیت باطن صادق و کاذب میں تمیز مشکل اور اساءت ظن حرام وباطل واللہ یعلم المفسد من المصلح[2] (اللہ تعالٰی

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ الصنف التاسع مکتبۃ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۵۲۵ تا ۵۲۷

[2] القرآن الکریم ۲/۲۲۰

فسادی اور مخلص دونوں کو جانتا ہے۔ ت) ردالمحتار میں نور العین فی اصلاح جامع الفصولین اور اسی میں علامہ تحریر ابن کمال باشا وزیر سے ہے ؎

ما فی التواجد عن حققت من حرج ولا التمایل ان اخلصت من باس

فقمت تسعی علی رجل وحق لمن دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس[1] الخ

(اگر تواجد سچا اور حقیقی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اضطراب (لڑکھڑانے) میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ ہو پھر تو پاؤں پر کھڑا رہ کر دوڑ لگاتا رہ، اور اس کے لئے حق ہے جس کو اس کا مولا بلائے تو وہ اپنے سر کے بل دوڑتا ہوا جائے الخ۔ ت)

واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم

اُن محرمات اباطیل کو معاذ اللہ حضور پرُنور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا ضرور حضور میں سُوئے ادب اور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افتراء وکذب ہے

وکفی بہ اثما مبینا[2]، انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون[3]

یہی کھلا گناہ ہے اور جھوٹ وہی گھڑتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ (ت)

پھر جمیع صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا نام لے دینا کیا جائے ادب۔ مشائخ طریقت رضی اللہ تعالٰی عنہم میں زیادہ مہربانی حضرات چشت پر ہے اُن کے ارشادات اُوپر گزرے، اور حضرت مولانا فخر الدین زرادی خلیفۂ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہما نے زمانۂ حضور میں خود حکمِ حضور سے رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا جس میں ارشاد فرماتے ہیں:

اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالٰی عنہم فبریٔ عن ھٰذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالٰی[4]

یعنی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا سماع اس تہمت مزامیر سے مبرا ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ کہ کمال صنعِ خداوندی جل وعلا پر آگاہ کریں۔ (ت)

---

[1] ردالمحتار باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۰۸

[2] القرآن الکریم ۴/۵۰

[3] القرآن الکریم ۱۶/۱۰۵

[4] کشف القناع عن اصول السماع

بالجملہ ائمہ عارفین وارثانِ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین ضرور ان بہتانوں سے منزہ ہیں، حکایت بے سروپا رطب ویابس بے سند معتمد قابل قبول نہیں نہ خلاف بعض مذہب مہذب جمہور خصوصاً تصریحاتِ جلیلہ کتب مذہب پر کچھ اثر ڈالے ہاں خواہش نفسانی کی پیروی کو اخذ وتلفیق بے تحقیق کا ہر شخص کو اختیار ہے مغلوبین حال کے افعال احوال اقوال اعمال نہ قابلِ استنادہیں نہ لائقِ تقلید۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں : ؎

در حق او شہد و در حق تو سم	در حق او مدح و در حق تو ذم
در حق او ورد و در حق تو خار	در حق او نور و در حق تو نار[1]

(اس کے حق میں شہد ہے جبکہ تیرے لئے زہر ہے، اس کے حق میں تعریف ہے جبکہ تیرے حق میں برائی ہے، اس کے لئے تو پھول اور تیرے لئے کانٹا ہے، اس کے حق میں نور ہے جبکہ تیرے حق میں نار (آگ) ہے۔ ت)

بالفرض اگر زید بھی اپنے مغلوب الحال ہونے کا دعوٰی کرے اور مان بھی لیا جائے تو ایک زید وارفتہ وبیخود سہی یہ جو سیکڑوں ہزاروں عوام کا ہجوم وازدحام کرایا جاتا ہے کیا یہ بھی سب خدا رسیدہ مغلوب الحال ہوکر آتے ہیں یا دنیا بھر سے چھانٹ چھانٹ کر پاگل بوہرے بلائے ہیں جن پر شرع کا قلم تکلیف نہیں، اور جب یہ کچھ نہیں تو اس مجمع کی تحریم اور بانی کی تاثیم میں اصلاً شک نہیں فانما علیك اثم الاریسیین (لہذا کاشتکاروں کا گناہ تمہارے سر ہے۔ ت) واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

جواب سوال سوم

بدیہیاتِ دینیہ سے ہے کہ اولاً عقائد اسلام وسنت پھر احکام صلوٰۃ وطہارت وغیرہا ضروریات شرعیہ سیکھنا سکھانا فرض ہے اور انھیں چھوڑ کر دوسرے کسی مستحب وپسندیدہ علم میں بھی وقت ضائع کرنا حرام نہ کہ موسیقی کہ اس کا ہلکا درجہ لغو وفضول اور بھاری پایہ مخزن آثام۔ وحدۃ الوجود وحقائق ودقائق تصوف جس طرح صوفیہ صادقہ مانتے ہیں (نہ وہ جسے متصوفہ زنادقہ جانتے ہیں) ضرور حق وحقیقت ہے مگر اس میں اکثر ذوق ہے کہ ان مقامات عالیہ پر وصول کے بعد منکشف ہوتا ہے زبانی تعلیم وتعلم سے تعلق نہیں رکھتا اور بہت وہ ہے جسے عوام تو عوام آج کل کے بہت مولوی کہلانے والے بھی نہیں سمجھ سکتے

---

[1] مثنوی شریف وحی آمدن از حق تعالٰی بعتاب موسٰی الخ دفتر دوم نورانی کتب خانہ پشاور ص ۴۴

اور خود اکثر یہ جو پیر و مشائخ بنتے ہیں طوطے کی طرح چند لفظ یاد کر لینے کے سوا معانی کی ہوا سے بھی مس نہیں رکھتے پھر کون سکھائے گا اور کون سیکھے گا۔ ہاں یہ ضرور ہوگا کہ ایک تو ان انگھڑ بتانے والوں کی کج فہمی کہ مطلب کچھ ہے اور سمجھے کچھ، دوسرے ان معانی کے لئے الفاظ کی نایابی کہ وہ اکثر حال ہے نہ قال، تیسرے اس پر طرہ کہ ان صاحبوں کی کج مج بیانی کہ جس قدر دونوں پہلو حق و حقیقت کے سنبھالے ہوئے بیان میں لا سکتے تھے یہ بتانے والے حضرات اُتنے پر بھی قدرت نہیں رکھتے اور اگر قدرت ہو بھی تو حفظِ دین و ایمان کی پروا کسے، چوتھے ان سب پر بالا اُن جاہلوں بے تمیزوں کی کودنی جنھیں یہ حقائق و دقائق سکھائے جائیں گے انھیں ابھی سیدھے سیدھے احکام سمجھنے کے لالے ہیں ان متشابہات کو کون سمجھے گا۔ غرض اس کا اثر ضرور ان کا بگڑنا فتنے میں پڑنا زندیق مرتد یا ادنیٰ درجہ گمراہ بددین ہوجانا ہوگا وبس۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ما انت محدث قوما حدیثا لاتبلغه عقولهم الاکان علی بعضهم فتنة[1] رواه ابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما۔

یعنی جب تو کسی قوم کے آگے وہ بات بیان کرے گا جس تک اُن کی عقلیں نہ پہنچیں تو ضرور وہ ان میں کسی پر فتنہ ہوگی (امام ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی پھر علامہ مناوی شارح جامع صغیر پھر سیدی عبدالغنی نابلسی حدیقہ میں فرماتے ہیں:

ان العامی اذا زنی اوسرق خیر له من ان یتکلم فی العلم باللہ من غیر اتقان فیقع فی الکفر من حیث لایدری کمن یرکب لجة البحر ولایعرف السباحة ومکائد الشیطان فیما یتعلق بالعقائد والمذاهب لاتخفی[2] واللہ تعالٰی اعلم۔

کوئی عام آدمی بدکاری اور چوری کرے تو باوجود گناہ ہونے کے اس کے لئے یہ عمل اتنا مہلک اور تباہ کُن نہیں جتنا بلا تحقیق علم الٰہی کے بارے میں کلام کرنا مہلک ہے کیونکہ بلا تحقیق اور بغیر پختگی علم کے کہیں وہ کفر کا مرتکب ہوجائے گا اور اسے علم بھی نہیں ہوگا اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے تیرنا جانے بغیر دریا کی موجوں اور لہروں پر سوار ہونے کے، اور شیطان کی فریب کاریاں جو عقائد اور مذاہب سے

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن ابن عباس حدیث ۲۹۰۱۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/۱۹۲

[2] الحدیقۃ الندیۃ النوع الحادی والعشرون سؤال وتفتیش العوام عن کنه ذات اللہ وصفاته المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ۲/۲۷۰

تعلق رکھتی ہیں کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہیں، اور اللہ تعالٰی سب کچھ خوب جانتا ہے۔ (ت)

جواب سوال چہارم

امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضرور بنصوص قاطعہ قرآنیہ اہم فرائض دینیہ سے ہے اور بحال وجوب اس کا تارک آثم وعاصی، اور اُن نافرمانوں کی طرح خود بھی مستحق عذاب دنیوی واُخروی۔ احادیث کثیرہ اس معنی پر ناطق ہیں اور اہلسنت وغیرھم کا واقعہ خود قرآن عظیم میں مذکور۔ قال اللہ تعالٰی:

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علٰی لسان داؤد وعیسٰی بن مریم ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون۝ کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون[1]

بنی اسرائیل کے کافروں پر لعنت پڑی داؤد و عیسٰی بن مریم کی زبان سے، یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا بُرے کام سے، ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے ضرور اُن کا یہ فعل سخت بُرا تھا۔

اصحاب سبت پر داؤد علیہ الصلٰوۃ والسلام نے دُعا کی: الٰہی! انھیں لعنت کر اور لوگوں کے لئے نشانی بنا دے۔ بندر ہوگئے۔ اہل مائدہ پر عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے یہی دُعا کی سُور ہوگئے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کلا واللہ لتأمرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر اولیضربن اللہ بقلوب بعضکم علٰی بعض ثم لیلعنتکم کما لعنھم۔ رواہ[3] ابوداؤد عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ ھذا مختصر۔

یُوں نہیں، خدا کی قسم یا تو تم ضرور امر بالمعروف کرو گے اور ضرور نہی عن المنکر کرو گے یا ضرور اللہ تعالٰی تمھارے دل آپس میں ایک دوسرے پر مارے گا پھر تم سب پر اپنی لعنت اتارے گا جیسی اُن بنی اسرائیل پر۔ (امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے اسے روایت کیا ہے، یہ مختصر ہے۔ (ت)

مگر یہ امر و نہی نہ ہر شخص پر فرض نہ ہر حال میں واجب، تو بحال عدم وجوب اس کے ترک پر یہ احکام نہیں بلکہ بعض

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۷۸
[2] " ۵/ ۷۹
[3] سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب الامر والنہی آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۴۰

صورمیں شرع ہی اُسے ترک کی ترغیب دے گی جیسے جبکہ اُس سے کوئی فتنہ اشد پیدا ہوتا ہو، یونہی اگرجانے کہ بے سُود ہے کارگر نہ ہوگا تو خواہی نخواہی چھیڑنا ضرور نہیں خصوصاً جبکہ کوئی امر اہم اصلاح پا رہا ہو، مثلاً کچھ لوگ حریر کے عادی نماز کی طرف جُھکے یا عقائدِ سنت سیکھنے آتے ہیں اور حب حریر و پابندی وضع میں ایسے منہمک ہیں کہ اس پر اصرار کیجئے تو ہرگز نہ مانیں گے غایت یہ کہ آنا چھوڑ دیں گے وہ رغبت نماز و تعلم عقائد بھی جائے گی تو ایسی حالت میں بقدر تیسر انھیں ہدایت اور باقی کے لئے انتظار وقت و حالت، ترک امر و نہی نہیں بلکہ اُسی کی تدبیر و سعی ہے۔

واللّٰہ یعلم المفسد من المصلح[1] واللّٰہ علیم بذات الصدور[2]

اللہ تعالٰی فسادی اور مصلح دونوں سے واقف ہے اور وُہ سینے میں پوشیدہ راز جاننے والا ہے۔ (ت)

بستان امام فقیہ سمرقند پھر محیط پھر ہندیہ میں ہے:

ان الامر بالمعروف علی وجوہ ان کان یعلم باکبر رأیہ انہ لو أمر بالمعروف یقبلون ذٰلک منہ و یمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیہ ولا یسعہ ترکہ ولو علم باکبر رایہ انہ لو امرھم بذٰلک قذفوہ و شتموہ فترکہ افضل وکذٰلک لو علم انھم یضربونہ ولا یصبر علی ذلک ویقع بینھم عداوۃ و یھیج منہ القتال فترکہ افضل، ولو علم انھم لو ضربوہ و صبر علی ذٰلک ولا یشکو الی

امر بالمعروف کی متعدد قسمیں ہیں، اگر کوئی اپنے غالب گمان کی بنا پر سمجھتا ہے کہ اگر اس نے امر بالمعروف کیا تو لوگ اس کی بات تسلیم کریں گے اور گناہ سے باز آجائیں گے تو ایسی صورت میں اس پر امر بالمعروف واجب ہوتا ہے یعنی اسے ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ اس کے امر بالمعروف کا الٹا اثر ہوگا لوگ الزام تراشی اور گالی گلوچ سے کام لیں گے تو اس صورت میں امر بالمعروف نہ کرنا افضل ہے۔ اسی طرح اگر جانتا ہے کہ امر بالمعروف کرنے کی صورت میں لوگ زدوکوب کریں گے اور یہ اسے برداشت نہیں کر سکے گا اور باہمی عداوت و خانہ جنگی کی صورت پیدا ہو جائے گی تو ایسی

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۲۰

[2] " ۳/ ۱۵۴

احد فلا بأس بان ینھی عن ذٰلك وھو مجاھد ولو علم انھم لا یقبلون منه ولا یخاف منه ضربا ولا شتما فھو بالخیار والامر افضل[1]

صورتِ حال میں بھی امر بالمعروف کا ترک کر دینا افضل ہے۔ اور اگر اسے معلوم ہے کہ لوگ مشتعل ہوکر اسے اذیت پہنچائیں گے مگر وہ صبر کرلے گا اور سختی برداشت کرلے گا اور کسی سے شکوہ شکایت نہیں کرے گا تو پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ایسی صورتِ حال میں اس کا عمل ایک مجاہد کا سا عمل متصور ہوگا، اور اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی بات تو نہیں مانیں گے البتہ کسی سخت رد عمل کا اظہار بھی نہیں ہوگا (یعنی نہ ماننے کے باوجود مار پٹائی اور گالی گلوچ سے کام نہیں لیں گے) تو اس صورت میں اسے اختیار ہے کہ امر بالمعروف سے کام لے یا نہ لے البتہ یہاں امر بالمعروف افضل ہے۔ (ت)

لیکن پیری مریدی اگر دل سے ہے تو وہاں ایسی صورت کا پیدا ہونا جس میں امر و نہی منجر بضرر ہوں ظاہرًا نادر ہے ایسے متبوعوں مقتداؤں پر اس فرض اہم کی اقامت بقدر قدرت ضرور لازم، اور اسی میں ادائی اتباع کے حق سے ادا ہونا ہے جو باوصف قدرت وعدم مضرت اُن کے سیاہ و سپید سے کچھ مطلب نہ رکھے بلکہ ہر حال میں خوش گزران کی ٹھہرائی خواہ یوں کہ خود ہی احکام شرعیہ کی پروا نہ رکھتا ہو جیسے آج کل کے بہت آزاد متصوف یا کسی دُنیوی لحاظ سے پابندی شرع کو نہ کہتا ہو جیسے درصورت امر و نہی اپنے پلاؤ قورمے یا آؤ بھگت پر خائف تو یہ ضرور پیر غوایت ہے نہ کہ شیخ ہدایت۔ واللہ تعالٰی اعلم

جواب سوال پنجم

ہنود قطعًا بُت پرست مشرک ہیں وُہ یقینًا بُتوں کو سجدۂ عبادت کرتے ہیں اور بالفرض نہ بھی ہو تو بتوں کی ایسی تعظیم پر بھی ضرور حکم کفر ہے اور انھیں بارگاہِ عزّت میں شفیع جاننا بھی کفر، ان سے شفاعت چاہنا بھی کفر کہ قطعًا اجماعًا یہ افعال واقوال کسی مسلم سے صادر نہیں ہوتے، نہ کوئی مسلمان بلکہ کوئی اہل ملت بُت کی نسبت ایسا اعتقاد رکھے اور اس میں صراحۃً تکذیب قرآن و مضادت رحمٰن ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

قال ابن الھمام وبالجملة فقد ضم الی

محقق ابن الہمام نے فرمایا حاصل یہ ہے کہ وجود ایمان

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب السابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۵۳-۳۵۲

تحقیق الایمان اثبات امور الاخلال بھا اخلال بالایمان اتفاقاً کترک السجود لصنم وقتل نبی او الاستخفاف بہ او بالمصحف او الکعبۃ الخ[1]

کے لیے چند امور کے اثبات کا انضمام کیا جائے گا اور ان میں خلل اندازی بالاتفاق ایمان میں خلل اندازی کے مترادف ہوگی جیسے بُت کو سجدہ نہ کرنا، کسی نبی کو قتل نہ کرنا، نبی یا مصحف یا بیت اللہ شریف کی توہین نہ کرنا الخ۔ (ت)

اعلام بقواطع الاسلام میں قواعد امام قرافی سے ہے:

ھذا الجنس قد ثبت للوالد ولو فی زمن من الازمان وشریعۃ من الشرائع فکان شبھۃ دارئۃ لکفر فاعلہ بخلاف السجود لنحو الصنم او الشمس فانہ لم یرد ھو ولا ما یشابھہ فی التعظیم فی شریعۃ من الشرائع فلم یکن لفاعل ذٰلک شبھۃ لا ضعیفۃ و لا قویۃ فکان کافرا ولا نظر لقصد التقرب فیما لم ترد الشریعۃ بتعظیمہ بخلاف من وردت بتعظیمہ[2]

یہ جنس، والد کے لئے ثابت ہے اگرچہ کسی زمانے یا کسی شریعت میں ہو پس یہ شبہہ کفرِ فاعل کے لئے دافع ہوگا بخلاف اس کے کہ مثل بت یا سورج کو سجدہ کیا جائے کیونکہ وہ اور جو بھی اس کے مشابہ ہو تعظیم میں، کسی شریعت میں وارد نہیں ہوا لہذا اس کام کے کرنے والے کے لئے کوئی ضعیف اور قوی شبہہ نہیں بس کرنے والا کافر ہے اور جس کی تعظیم کے لئے شریعت میں کچھ وارد نہیں ہوا ارادۂ تقرب کے لئے اسے نہیں دیکھا جائے گا بخلاف اس کے جس کی تعظیم کے لئے شریعت وارد ہوئی۔ (ت)

شفا شریف میں ہے:

کذٰلک نکفر بکل فعل اجمع المسلمون انہ لا یصدر الا من کافر وان کان صاحبہ مصرحا بالاسلام مع فعلہ ذٰلک الفعل کالسجود للصنم وللشمس

اسی طرح سب ایسے کام جن کا صدور کفار سے ہوتا ہے اگر وہ دعویٔ اسلام کے باوجود وہ کام کرے تو اس کی تکفیر پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اور ہم بھی اس کی تکفیر کرتے ہیں جیسے چاند،

---

[1] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر استحلال المعصیۃ ولو صغیرۃ کفر مطبع مصطفی البابی مصر ص ۱۵۲

[2] الاعلام بقواطع الاسلام لابن حجر مکی الہیتمی مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ص ۳۴۸

والقمر والصلیب و النار[1] الخ۔

سورج یا کسی بُت یا صلیب اور آگ وغیرہ کے آگے سجدہ کرنا الخ (ت)

اُسی میں ہے :

کل مقالۃ صرحت بنفی الربوبیۃ اوالوحدانیۃ اوعبادۃ احد غیر اللہ اومع اللہ فھی کفر کمقالۃ الدھریۃ والذین اشرکوا بعبادۃ الاوثان من مشرکی العرب و اھل الھند والصین[2] اھ مختصرًا۔

ہر ایسی گفتگو جس سے نفیِ ربوبیت یا نفیِ الوہیت کی تصریح اور اظہار ہوتا ہو یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت یا اللہ تعالٰی کی عبادت کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنا کفر ہے جیسے دہریوں کی گفتگو اور مشرکینِ عرب میں سے ان لوگوں کی گفتگو جو بُت پرستی کی وجہ سے مشرک ہوئے اور اہلِ ہند اور اہلِ چین کی گفتگو اھ مختصرًا (ت)

اذکار افکار مراقبات کا جوگیوں سے لیا جانا افترائے بیہزہ ہے اور ممکن وشاید سے کوئی کتاب آسمانی نہیں ٹھہر سکتی نہ لیت ولعل سے کوئی صریح مشرک بُت پرست قوم کتابی مشرکین ہنود کے شرک وکفر کا منکر اُن اقوال مخذولہ تعظیم وشفاعت اصنام کا مظہر ضرور بددین گمراہ ملحد کافر ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

شفا شریف میں ہے :

ولھذا نکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین من الملل اووقف فیھم او شک اوصحح مذھبھم وان اظھر مع ذلک الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھارہ ما اظھر من خلاف ذلک[3]

لہذا ہم ان لوگوں کی تکفیر فرماتے ہیں جو ملتِ اسلامیہ نہ رکھنے والوں کا طریقہ اختیار کرتے ہیں یا ان کے معاملہ میں توقف یا شک کرتے ہیں یا ان کے مذہب کو صحیح قرار دیتے ہیں اگرچہ باوجود اس روش کے اسلام کا اظہار کریں اور اس پر عقیدہ رکھیں اور اپنے بغیر ہر مذہب کو باطل یقین کریں یہ لوگ کافر ہیں اس لئے کہ انھوں نے اس چیز کا اظہار کیا جس کے خلاف ان سے ظاہر ہوا۔ (ت)

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ النعمانیۃ ۲/ ۲۶۲

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۲/ ۲۶۸

[3] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۲/ ۲۷۱

عجب شانِ الٰہی ہے یہی ناپاک و بیباک بات یعنی اصنام سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ ملانا پہلے ایک خبیث نے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے لکھی تھی کہ بُت پرست بھی شفاعت خواہی اور اس کے مثل افعال ہی بتوں سے کرکے مشرک ہُوئے، یہی باتیں یہ لوگ انبیاء اولیاء کے ساتھ کرتے ہیں تو یہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں، اب یہی مردود و ملعون قول دوسرے نے مشرکوں کو مسلمان ٹھہرانے کے لئے کہا کہ بُتوں سے شفاعت خواہی اُن کی تعظیم حتی کہ انھیں سجدہ کفر نہیں کہ مسلمان بھی تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کرتے اُن سے شفاعت مانگتے ہیں ولاحول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم نسأل اللہ العفو والعافیۃ (گناہوں سے بچنے اور نیکی اپنانے کی طاقت بجز اللہ تعالٰی بلند مرتبہ عظیم القدر کی توفیق کے کسی میں نہیں ہم اللہ تعالٰے سے عفو و عافیت مانگتے ہیں۔ ت) واللہ تعالٰے اعلم۔

رسالہ مسائل سماع ختم ہوا۔